بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

097: باب 56- کسی پریشانی یا حادثے کے بعد اگر اور کاش وغیرہ الفاظ کے ساتھ اظہار حسرت کرنا منع ہے۔

[آیت (آل عمران:154)، (آل عمران:168)، (مسلم:2664)]

کتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں "باب ما جاء في اللو" (اگر اور کاش وغیرہ الفاظ کہنے کا حکم)۔

اس باب کا تعلق بھی پچھلے ابواب کے ساتھ جڑا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کرنے کے آداب سکھائے جا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ہمیں کون سے آداب اختیار کرنے چاہیے، وہ کون سے الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہم استعمال کر سکتے ہیں اور وہ کون سے الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں ہیں، اُن میں سے ایک لفظ ہے "اگر" کا۔

اگر، کاش عربی میں لَوْ کہتے ہیں اور ان الفاظ کے حکم کی تفصیل ہے یاد رکھیں، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کہنا حرام ہے لیکن تفصیل کے بعد ہمیں صحیح حکم کی سمجھ آتی ہے اور اس تفصیل کے بعد ہی ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حرام ہے یا حرام نہیں ہے۔

"اگر" اگر کا لفظ ہم استعمال کرتے ہیں ماضی کے لیے، پاسٹ (past) میں کہ اگر میں نہ جاتا تو یوں نہ ہوتا، اگر میں فلاں گاڑی پر سفر نہ کرتا تو ایکسیڈنٹ سے بچ جاتا، اگر فلاں راستے سے نہ جاتا تو یہ حادثہ پیش نہ آتا، اگر بچے کو ساتھ نہ لے جاتا تو بچہ محفوظ رہتا۔ یہ الفاظ اس طریقے سے اگر کا لفظ استعمال کرنا حرام ہے، ماضی میں اگر کا لفظ اس طریقے سے استعمال کرنا حسرت کے لیے ندامت کے لیے تو حرام ہے جائز نہیں ہے۔

اور اگر، اگر کا لفظ استعمال کرتے ہیں مستقبل کے لیے مثلاً اگر اللہ تعالیٰ مجھے پانچ ہزار ریال کہیں سے دے دے تو میں تین ہزار اللہ تعالیٰ کے راستے میں فقراء کو دے دوں گا، اگر میرا بچہ پاس ہو جائے تو میں اس کی خوشی میں عمرہ کروں گا، تو یہ جو مستقبل کے ساتھ آپ اگر کو جوڑ دیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے پہلے معنی کے لیے جو ماضی میں لوگ اگر کا لفظ استعمال کرتے ہیں حسرت اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے تو اس لفظ کا معنی توحید کے منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اس پوری کائنات میں آپ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق ہی کرتے ہیں۔

یاد رکھیں چاہے خیر ہو یا شر ہو اللہ تعالیٰ کی حکمت سے خالی نہیں ہیں جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہ تو ہو کر رہنا ہے جو مصیبت لکھی ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور جس مصیبت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ کیا ہے وہ کوئی پہنچا نہیں سکتا، جب یہ ایمان دل کے اندر مضبوطی حاصل کر لیتا ہے تب اگر، مگر کی باتیں مومن کرتا نہیں ہے۔ جو ایکسیڈنٹ ہونا ہے وہ ہونا ہے چاہے گاڑی نئی ہو یا پرانی ہو، چاہے راستہ ہموار ہو یا بُرا ہو، ہاں اسباب شرعیہ پر عمل کرنا اور چیز ہے۔

آپ کی گاڑی اگر خراب ہے اس کا ٹائر پرانا ہو چکا ہے اور آپ 140 کی سپیڈ گاڑی کو چلاتے ہیں تب تو مصیبت آپ خود لے رہے ہیں اپنے گلے میں ڈال رہے ہیں لیکن اگر آپ احتیاط کرتے ہیں اسباب شرعیہ کو اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں پھر آپ سفر کرتے ہیں پھر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ آپ کی تقدیر میں ہوتی ہے۔

یاد رکھیں کوئی شخص موت سے بچ سکتا ہے؟ نہیں بچ سکتا۔ موت ہے، پریشانی ہے، مصیبتیں ہیں یہ تو زندگی کا ایک حصہ ہیں ہم دنیا میں آئے ہیں تو ہمیں اِن کا سامنا کرنا ہی پڑے گا لیکن یہ کمزور ایمان کی نشانی ہے کہ کوئی شخص جب بھی کوئی مصیبت آئے تو پھر اگر، مگر کی زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے اور بڑی عجیب سی زندگی ہوتی ہے اس کی، تنگ دل ہو جاتا ہے اس کا کہ کاش میں یوں نہ کرتا کاش میں وہ نہ کرتا!

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھا ہے اسی میں آپ کی خیر وعافیت ہے۔

اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے کریم ہے، اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اتنا کوئی ماں اپنے بچے سے نہیں کرتی ہو گی لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ جو معاملہ ہے اپنے بندوں کے ساتھ سب کے ساتھ برابر یکساں نہیں ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ مصیبت میں ڈالتا ہے ان کا ایمان اور مضبوط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اور مصیبت میں ڈالتا ہے تا کہ ان کا ایمان اور مضبوط ہو، اور بعض لوگوں پر اگر مصیبت پڑ جائے تو ان کا ایمان اور کمزور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو مصیبتوں میں نہیں ڈالتا، تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اس لیے یہ نہ دیکھیں کہ فلاں پر مصیبتیں ہیں یا نہیں ہیں مجھ پر کتنی مصیبتیں ہیں، آپ یہ دیکھیں کہ آپ کا تعلق اپنے ربّ کے ساتھ کیسا ہے اور یہ یقین رکھ لیں کہ جو معاملہ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے اسی میں آپ کی خیر وعافیت ہے۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ماضی میں حسرت اور ندامت کے لیے لَوْ اور اگر اور کاش کا لفظ استعمال کرنے سے جو منع کیا ہے اس کے لیے دلائل پیش کئے ہیں اُن میں سے شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ”وقوله تعالى: ﴿ يَقُولُونَ لَوۡ كَانَ لَنَا

مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا﴾(آل عمران:154)''(منافق کہتے تھے (جب میدان جنگ میں بعض صحابی شہید ہو جاتے تھے تو منافق کہتے تھے) اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے))۔

تو اگر کا لفظ یہاں پر استعمال کیا ہے اور ماضی ہے مستقبل ہے ؟ غور کریں ذرا ماضی ہے کہ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم شریک ہی نہ ہوتے جنگ میں، جب شریک نہ ہوتے تو کہاں مرتے جب جنگ میں شریک ہوئے تب مرے بھی۔

تو اس آیت کریمہ میں اس آیت کے ایک حصے میں سورۃ آل عمران آیت نمبر 154 میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دے رہے ہیں بعض لوگوں کی کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود تھے اور موجود ہیں اور رہیں گے کہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش اگر ہمارے بس میں ہوتا ہم یہ قدم نہ اٹھاتے یہ عمل نہ کرتے اس سے بچ جاتے تو ہم مصیبت سے بھی بچ جاتے، اور یہ طریقہ رہا ہے منافقین کا ہر زمانے میں ہر دور میں، اُس بہترین زمانے میں بھی اور آج کے بگڑے ہوئے زمانے میں بھی ایسے منافقین آپ کو بہت ملیں گے آپ یہ دیکھیں کہ آپ کہاں پر ہیں آپ مومنوں کے گروہ میں شامل ہیں یا منافقین کے گروہ میں شامل ہیں۔ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو آپ کیا کہتے ہیں، اگر آپ بھی اگر مگر کی زندگی بسر کرتے ہیں تو پھر آپ مومنوں کے گروہ میں نہیں ہیں۔

نفاق سے مقصد میرا نفاق اکبر نہیں ہے کہ جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، نفاق چھوٹا بھی ہوتا ہے اور نفاق بڑا بھی ہوتا ہے، لیکن نفاق نفاق ہی ہوتا ہے، چھوٹے نفاق میں ایمان کی کمزوری اور بڑے نفاق میں ایمان کا خاتمہ ہے مکمل طور پر۔ تو آپ یہ دیکھیں کہ آپ کہاں پر ہیں کیا آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے والے ہیں جیسا کہ ہونا چاہیے تھا جیسا کہ صحابہ کرام کرتے تھے یا آپ اپنے آپ کو اگر مگر کے حوالے کرنے والے ہیں جھوٹ اور فریب کے حوالے کرنے والے ہیں، فکشن کے حوالے کرنے والے ہیں۔

دیکھیں اگر مگر سے کیا بنے گا مصیبت جو نقصان ہونا تھا وہ ہو گیا واپس آسکتا ہے اگر کہنے سے ؟! ہر گز نہیں۔ اور آگے جو نقصان آنے والا ہے اس سے بھی آپ بچ سکتے ہیں کیا؟ نہیں بچ سکتے۔ آپ جو کر سکتے ہیں جو آپ کے ذمے ہے وہ کریں آپ جو آپ نہیں کر سکتے وہ آپ کے ذمے میں نہیں ہے وہ اپنے ربّ کے سپرد کر دیں۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ منافقوں کا شر ہر زمانے میں اور ہر دور میں، نفاق اور منافقوں کا شر ہر زمانے اور ہر دور میں موجود ہے۔

2۔ خیر اور شر دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔

3۔ مصیبتوں کے وقت ہی حقیقتوں کا پتہ چلتا ہے، مصیبت اور آزمائش کے وقت ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ کس پانی میں ہیں آپ کیسے ہیں۔

دیکھیں جب تک حالات اچھے تھے سب کہتے ہیں ہم اچھے ہیں، جب کوئی مصیبت آتی ہے پھر پتہ چلتا ہے کہ کتنا ایمان مضبوط ہے یہی ہوتی ہے آزمائش۔ اس لیے مصیبت کیوں آزمائش ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کو آزمانا چاہتا ہے کہ آپ کتنے سچے ہیں اپنے ایمان میں، دعویٰ تو سب کرتے ہیں ایمان کا آپ کتنے سچے ہیں اس دعوے میں۔

4۔ تقدیر پر اعتراض کرنا نفاق اکبر کی نشانی ہے۔

5۔ اسباب شرعیہ پر عمل کرنا تقدیر کے منافی نہیں ہے۔

آج کل موسم تبدیل ہے مچھر بھی ہیں اور بیماریاں بھی ہیں اگر آپ ویکسین لگواتے ہیں فلو کا تو کیا تقدیر کے منافی ہے یہ؟ آپ بچاؤ کر رہے ہیں آپ کے لیے جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے۔ تو اسباب شرعیہ پر عمل کرنا تقدیر کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایمان کامل کی نشانی ہے۔

6۔ اگر کا لفظ کہنے کی تفصیل کو جاننا۔

7۔ اگر کا لفظ ماضی میں استعمال کرنا حرام ہے۔

8۔ اگر اور کاش کے لفظ میں جب ماضی میں استعمال ہوتا ہے تو اُس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ جو اسباب ہیں وہ خود قائم ہیں الگ سے۔ یعنی مثال کے طور پر اگر میں سفر نہ کرتا تو ایکسیڈنٹ سے بچ جاتا، اب اُس کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جو سبب تھا حادثے کا وہ یہ سفر ہی تھا، تو سفر تو ایک سبب ہے بذات خود تقدیر نہیں ہے۔

تو کسی سبب کو جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسی کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہوا ہے تو پھر اُس کو ہم تقدیر کے حوالے کر دیتے ہیں۔ تو سبب سبب ہوتا ہے اور تقدیر تقدیر ہوتی ہے یاد رکھیں دونوں کو مکس نہ کیا کریں دونوں میں فرق ہے۔

دوسری آیت، شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا﴾(آل عمران:168)(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے اُن بھائیوں کی نسبت جنھوں نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر دی کہتے ہیں کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو مارے نہ جاتے)۔ دیکھیں یہ بھی منافقین ہیں، پہلے جب اُن کے اپنے بندے مرے تو یہ کہا کہ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم کبھی مرتے نہیں اور اس آیت میں اب مومنوں کے متعلق یہ کہتے ہیں تا کہ اُن کے قدم بھی

ڈگمگائیں۔ جو مومن جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوئے تو ان صحابہ کرام کے قدموں کو ڈگمگانے کے لیے تاکہ اُن کا ایمان بھی کمزور ہو اِن کی طرح اُن کو کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے ناں میدان جنگ میں نہ جاتے تو نہ مرتے۔ تو موت کی وجہ کیا تھی؟ کہ میدان جنگ میں گئے اس لیے مرے۔

دیکھیں ایک تو خود خیر عمل سے دور ہیں اور پھر دوسروں کو بھی خیر عمل سے روکتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں جن باتوں میں کوئی وزن بھی نہیں کوئی دَم بھی نہیں ہے اور اِن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اگر بڑے بڑے مینارات اور محلوں میں بھی چھپ جائیں ناں کیا موت سے بچ سکتے ہیں! ﴿وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾(النساء:78)۔

آپ دیکھ لیں موت کے فرشتے کو آپ روک کر دکھائیں مجھے! زمین کی گہرائی میں چلے جائیں یا آسمان کی بلندیوں میں چلے جائیں کہیں پر جا کر آپ چھپ جائیں موت تو آ کر رہے گی کیونکہ موت کے فرشتے کے لیے آج تک ایسا دروازہ نہیں بنا جو اسے روک سکے اور اگر کوئی بنا سکتا تو ٹیکنالوجی آج کہاں پر پہنچی ہے تو یہ دروازہ ضرور بنتا، یاد رکھیں موت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس موت سے نہ تو کوئی نبی بچا ہے، نہ اللہ کا کوئی ولی بچا ہے، نہ اچھا اور نہ کوئی بُرا کوئی نہیں بچا۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾(آل عمران:185) ہر نفس، زندہ چیز موت کا مزہ چکھ کر ہی رہے گی۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:26-27) پوری کائنات میں جو کچھ بھی موجود ہے ایک وقت آئے گا کچھ بھی نہ رہے گا پوری کائنات ختم ہو جائے گی عدم ہو جائے گی اور اگر باقی رہے گا تو ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ جہاد کی فضیلت، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کی فضیلت۔

2۔ منافقین کا خطرہ مومنوں پر ہر دور اور ہر زمانے میں موجود ہے۔

3۔ ایمان کی کمزوری کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ ماضی کے معاملات میں اگر اور کاش کے الفاظ استعمال کرنا۔

4۔ بُرے دوستوں کا خطرہ، بُرے دوست جو ہیں وہ ایمان کو کمزور ہی کر دیتے ہیں۔

5۔ موت ایک ایسی کڑوی حقیقت ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

پھر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں: "وفي الصحيح" (صحیح مسلم میں) "عن أبي هريرة رضي الله تعالي عنه" (سیدنا أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم" (کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)''قَالَ: احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ ،وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا لَكَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ''۔

یہاں پر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے''وفي الصحيح'' یہ صحیح مسلم میں ہے۔ مسلم کا لفظ نہیں ہے یہ صحیح بخاری کی روایت نہیں ہے صحیح مسلم کی روایت ہے۔ عام طور پر شیخ صاحب رحمہ اللہ جب فی الصحیح کہتے ہیں تو بخاری مطلب ہوتا ہے یہاں پر ''في الصحيح'' لکھا ہے اور یہاں پر صحیح مسلم میں ہے تو مسلم کا لفظ ساقط ہو گیا یہاں پر، تو صحیح مسلم اصل یہ تھا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عظیم حدیث میں ہمیں حکم دیتے ہیں''احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ''(اُس چیز کی حرص کرو جو تمہارے لیے فائدہ مند ہو)''وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ''(اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگو)''وَلَا تَعْجَزْ''(اور عاجز اور کاہل ہو کر نہ بیٹھا کرو) ''وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ''(اور اگر تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو یا کوئی مصیبت ہو)''فَلَا تَقُلْ''(تو یوں نہ کہا کرو)''لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا لَكَانَ كَذَا وَكَذَا''(اگر میں یہ کر لیتا یا یوں کر لیتا تو یوں ہو جاتا)''وَلَكِنْ قُلْ''(لیکن یوں کہو)''قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ''(یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو اس نے چاہا وہی کیا)''فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ''(اس لیے کہ اگر کہنا شیطانی عمل کا سبب بنتا ہے)۔

اس پیاری حدیث میں ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کر رہے ہیں بڑے پیارے انداز میں اور حکم سے اس حدیث کا آغاز کیا ہے''احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ''۔ اور یہ ہدایات اور نصیحت پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے لیے اُس دور میں اور پوری امت کے لیے آج کے دور میں بھی اور تا قیامت''احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ''اُس چیز کی جدوجہد کرو حرص کرو جس میں تمہیں فائدہ ہو۔

بے فائدہ چیزوں کے لیے جدوجہد کرنے سے کیا فائدہ ہے وقت ضائع ہوتا ہے اور ہاتھ میں کوئی چیز آتی بھی نہیں ہے اور یہ جو وقت جو بہت زیادہ قیمتی ہے مومن کے لیے جب یہ ضائع ہوتا ہے بغیر کسی وجہ کے تو سوائے حسرت و ندامت کے کچھ باقی نہیں رہتا! تو وقت اگر گزارنا ہے تو بہترین طریقے سے گزارا کرو۔ کیسے؟''احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ''، آپ یہ دیکھیں کہ آپ کے لیے نفع بخش چیزیں کون سی ہیں اس دنیا میں۔ دیکھیں اس دنیا میں سب کچھ بُرا نہیں ہے اچھی چیزیں بھی ہیں تو آپ کے لیے اچھی چیزیں کیا ہیں اُن چیزوں کو دیکھو اُن چیزوں کو اپناؤ، اُن کے پیچھے لگو اُن کے لیے جدوجہد کرو۔ اور جو چیزیں بے فائدہ ہیں اُن کے لیے اپنا وقت ضائع نہ کرو، اور جو چیزیں ویسے ہی حرام ہیں (ایک تو بے فائدہ ہیں ناں کہ نہ فائدہ نہ نقصان اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے) جیسا کہ شرک ہے، بدعات خرافات، جادو ہے یہ ساری کی ساری چیزیں اِن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾(لقمان:13) سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔

اِن میں وقت گزارنا، ان کے لیے وقت صرف کرنا جدوجہد کرنا یہ سب سے بڑی ناکامی ہے یاد رکھیں۔

پھر ہم کیسے بچ سکتے ہیں برائیوں سے اور کیسے جدوجہد کر سکتے ہیں فائدہ مند چیزوں کے لیے کیا طریقہ ہے؟ "وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ" اگلا جملہ اور اللہ تعالیٰ مدد طلب کرو۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے، ہم سوچتے ہیں کوئی اچھا عمل کریں اور بعض اوقات یہ سوچتے ہیں کہ ہم کر سکتے ہیں لیکن اچانک ایسی چیز ہو جاتی ہے کہ ہم کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں عاجز ہو جاتے ہیں لیکن جب آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کریں گے اور اپنے ربّ کے سپرد کریں گے اور نیک نیّتی کے ساتھ اخلاص کے ساتھ کوئی عمل کرنا چاہتے ہیں کوئی عمل کرنا چاہیں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگیں گے تب آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور تب وہ عمل آپ بہترین طریقے سے کر سکتے ہیں۔

تو جیسا کہ حکم دیا گیا ہے نفع بخش چیزوں کے لیے جدوجہد کرو اُسی طریقے سے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ مدد اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو کسی اور سے مدد نہ مانگا کرو، بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ ہاں، اللہ تعالیٰ مدد کے بعد اگر دنیاوی معاملات میں آپ کسی سے مدد مانگنا چاہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے اس کی ممانعت نہیں ہے لیکن ہم اللہ تعالیٰ کو کیوں بھول جاتے ہیں! تو سب سے پہلے مدد مانگنی ہے اللہ تعالیٰ سے۔ پھر مدد تو مانگ لی آپ نے ربّ کریم ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ سے پھر آپ کے لیے زیبا نہیں ہے کہ آپ سست ہو کر پڑے رہیں عاجز ہو کر، جب مدد طلب کی ہے تو اب سبب پر بھی عمل کرو گھر سے نکلو روزی کی تلاش کے لیے۔

یہ کہاں کا انصاف ہے یہ کہاں کا توکل ہے کہ آپ کہو اللہ تعالیٰ مجھے رزق عطا فرما میں تیرے رزق کا محتاج ہوں اور گھر میں کمبل اوڑھ کر سوتے رہو! نہیں، عاجزی، کاہلی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اٹھو اپنے گھر سے نکلو اور دس نہیں بیس سی وی (CV) بناؤ اور دے دو مختلف آفس میں کیا مشکل ہے!" نہیں، مجھے اسی کمپنی میں نوکری کرنی ہے، اسی ہسپتال میں کام کرنا ہے، یا اسی ادارے میں کام کرنا ہے دوسرے میں نہیں کرنا اس کی تنخواہیں اچھی ہیں اور اس کے لوگ اچھے ہیں"۔ آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ کی تقدیر میں یہیں پر رزق لکھا ہے؟!

دیکھیں اچھی چیز کی طلب تو ہر انسان کرتا ہے لیکن صرف اس کے لیے نہ اپنا وقت ضائع کریں آپ وہاں پر بھی دے دیں، دس جگہ اور بھی دے دیں جہاں پر آپ کا رزق لکھا ہے وہیں سے آپ کو بلاوا آئے گا۔

"اور عاجز نہ بنو" جب اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لی ہے تو پھر عاجزی کا مظاہرہ کیوں پھر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو اور جب آپ جدوجہد کرتے ہیں گھر سے نکلتے ہیں تو مصیبتیں بھی تو آتی ہیں ناں اور جب مصیبتیں آئیں گی تب کیا کرنا ہے؟

دیکھیں تسلسل دیکھیں کہ فائدہ مند چیز کی حرص کرنا جد وجہد کرنا ہے، مدد اللہ تعالی سے مانگنی ہے، جب مدد مانگی تو عاجز نہیں ہونا ،جب عاجز ہوگے تو گھر سے نکلنا پڑے گا، جب گھر سے نکلیں گے تو مصیبتیں بھی آئیں گی قدم قدم پر مصیبتیں ہوں گی (دنیا ہی ایسی ہے ناں) جب مصیبت آئے تو پھر کیا کرنا ہے؟"إِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا لَكَانَ كَذَا وَكَذَا" مصیبت آئی تو یہ کبھی نہ کہو کہ اگر میں یوں نہ کرتا تو یوں نہ ہوتا۔

تو کیا کہنا چاہیے؟" وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ" یہ میری تقدیر میں تھا یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور میں اپنے ربّ کے فیصلے پر راضی ہوں جو کچھ اس نے چاہا وہی ہوا۔ کتنی پیاری بات ہے!

آپ جانا چاہتے تھے دعوت پر اچانک طبیت خراب ہوگئی، لوگ آپ کا انتظار کررہے ہیں آپ پہنچے نہیں ہیں آپ فون کرتے ہیں کہ میری طبیت خراب ہوگئی ہے"قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ" جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہی ہوا جو میں چاہتا تھا وہ نہ ہوسکا، میں کون ہوں کچھ چاہنے والا میری چاہت تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوتی ہے۔

لیکن یہ نہ کہنا اگر میں بریانی نہ کھاتا تو میں بیمار نہ ہوتا یاد رکھیں، بعض لوگ کہتے ہیں۔ ایک شخص بیمار تھا کافی تیز بخار تھا کہتا ہے" یار اگر رات میں فلانے ہوٹل میں کھانا نہ کھاتا ناں تو میں بیمار نہ ہوتا"۔ بھئی جو گزر گیا گزر گیا ہاں احتیاط کرنا اچھی بات ہے وہاں کچھ زیادہ سردی تھی زیادہ ٹھنڈا پانی پیا، زیادہ کوئی ٹھنڈا مشروب پیا ہے اب جو ہو چکا تو اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ کیونکہ یہ تکلیف جو پہنچنی تھی آپ کو اپنے گھر بھی پہنچ سکتی تھی۔ یوں کہنا چاہیے"قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ" جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے جو میری تقدیر میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے منظور ہے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہی ہوتا ہے۔

پھر آگے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اگر کیوں نہیں کہنا چاہیے ایسی صورت میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ" کیونکہ اگر کا لفظ شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے پھر شیطان کے لیے یہ شکار آسان ہوگیا ہے اب اس کی مرضی ہے اسے دائیں پھینکے بائیں پھینکے، اوپر نیچے جہاں پر بھی اسے مارنا چاہتا ہے شیطان اسے مارتا رہے گا اور وہ بے چارہ ان ہی سوچوں میں پڑا رہے گا کہ اگر یہ نہ کرتا اگر وہ نہ کرتا، اور جب بھی اسے کوئی مصیبت پڑتی ہے تو اگر مگر کی زندگی میں دو دو گھنٹے بیٹھا ہوتا ہے ایسے آنکھیں بند ہوتی ہیں بے چارے کی ایسے پریشان سانس پھولا ہوتا ہے دل دھڑک رہا ہوتا اور ذہن میں سوچ رہا ہوتا ہے کہ اگر یہ نہ کرتا اگر وہ نہ کرتا۔

تو شیطان ایسے لوگوں کو عاجز بنا دیتا ہے اپنا غلام بنا دیتا ہے، اور جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا جانتے ہیں شیطان ان کے سامنے ٹوٹ جاتا ہے، جو لوگ ہمیشہ یہ کہتے ہیں"قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ" شیطان ان کا راستہ ہی چھوڑ دیتا ہے قریب نہیں جا

سکتا وہ ان کے کیونکہ شیطان جانتا ہے کہ جب بھی وسوسہ کرتا ہوں تو یہ پھر یہی بات کرے گا، جب بھی میں اس کو اگر مگر کی بات ذہن میں ڈالتا ہوں پھر یہ یہی بات کرے گا اللہ کا ذکر گا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے گا، تو شیطان ایسے لوگوں سے ڈرتا ہے۔

کتنے عظیم ہیں یہ لوگ جن سے شیطان ڈرتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس راستے سے گزرتے شیطان وہ راستہ ہی چھوڑ دیتا تھا، یہ عظمت تھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا۔

اس عظیم حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔اسباب شرعیہ پر عمل کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

2۔تقدیر پر ایمان ارکان ایمان کا چھٹا رکن ہے، تقدیر پر ایمان واجب ہے فرض ہے یاد رکھیں کیونکہ وہ ارکان ایمان کا چھٹا رکن ہے۔

3۔انسان مجبور نہیں ہے، یاد رکھیں انسان مجبور نہیں ہے لیکن انسان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے اختیار سے جڑا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾(التکویر:29)۔

4۔عاجزی، کاہلی اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنے کے منافی ہے۔

5۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا ہر اُس عمل میں ہر اُس چیز میں جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے شرک اکبر ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے۔

غیر اللہ سے مدد طلب کرنا ہر اُس معاملے میں جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے شرک اکبر ہے۔

صحت دینا، دشمن سے حفاظت کرنا، رزق عطا فرمانا، اولاد دینا یہ عمل انسان کر سکتا ہے مخلوق کر سکتی ہے؟! اگر آپ غیر اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں ان معاملات میں جن پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے مخلوق کا کوئی بس نہیں چلتا اسے کہتے ہیں شرک اکبر۔

6۔دین اسلام عمل کا دین ہے سستی کا دین نہیں عاجزی کا دین نہیں، جدوجہد کا دین ہے۔

7۔تقدیر پر اعتراض کرنا حرام ہے، اگر سے اعتراض ہی ہوتا ہے ناں کہ اگر یہ نہ کرتا تو وہ نہ ہوتا!

8۔ خیر اور شیر دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہیں دنیا میں۔

9۔اللہ تعالیٰ کی صفت مشیئت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

10۔ منکرین صفات کا رد، جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اُن کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چاہت بھی ہے اللہ تعالیٰ چاہتا بھی ہے، سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے، جانتا بھی ہے لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے مخلوق کی صفات سے بالکل ہٹ کر بغیر انکار کے، بغیر تحریف کے، بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر مثل بیان کرنے کے۔

11۔ تقدیر پر ایمان سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور دل میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے کوئی سوال ہے درس کے متعلق۔

سوال-جواب: یہی جو لفظ جس سے منع کیا گیا ہے اسی سے منع کیا ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ماضی میں اگر کا لفظ حسرت اور ندامت کے لیے استعمال کرنا حرام ہے جائز نہیں ہے۔

اگر کا لفظ جو ہے وہ دو طریقے سے لیا جاتا ہے ایک تو مستقبل کے لیے وہ جائز ہے اور جو ماضی کے لیے ہے اگر آپ حسرت اور ندامت کے لیے استعمال کرتے ہیں تب یہ جائز نہیں ہے حرام ہے۔

سوال-جواب: ہاں، اگر آپ خبر دے رہے ہو خبر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خبر دے رہے ہیں کہ اگر میں فلاں شخص کے ساتھ آتا تو میں پانچ منٹ لیٹ نہ ہوتا تو بہتر یہ ہے کہ آپ بھی اس کے ساتھ نہ جایا کریں، وہ سست بندہ ہے وہ دیر سے آتا ہے (اس طریقے سے)۔ اس میں آپ ندامت نہیں کر رہے آپ اس کو خبر دے رہے ہیں آگاہ کر رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ فلاں راستہ ہے اُس راستے میں اکثر چیکنگ ہوتی ہے، یا اس راستے میں اکثر جو ہے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں تو اُس راستے سے نہ جایا کریں، اگر اُس کو اِس طریقے سے آپ بات کرتے ہیں تو درست ہے لیکن اگر کا لفظ حسرت اور ندامت کے ساتھ ہو تب جائز نہیں ہے، جس میں حسرت اور ندامت شامل ہو ماضی میں یہ حرام ہے یہ جائز نہیں ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (097.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio